بڑی بات ہے لیکن سچائی کے سانچے میں ڈھل جانا اس سے بھی بڑی بات ہے۔ اس پاکیزہ عمل کو اسلام نے ایمان اور عمل سے تعبیر کیا ہے۔ ماؤ نے جو کچھ کہا اس پر خود عمل کیا۔ مکر و فریب اور نفاق و تملق کو پاس پھٹکنے نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ چین نے روس کی کمیونسٹ پارٹی کے پیغام تعزیت کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ چین کا "اہل بدعت" سے کوئی رشتہ نہیں۔

ماؤ کی اصول پرستی اور سیاسی بصیرت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جب پاکستان ۱۹۶۵ء میں مغربی ملکوں کے حلیف کی حیثیت سے نہ صرف غیر جانب دار ملکوں بلکہ عربوں کی نگاہ میں بھی معتوب تھا اور بھارت میں فضا چینی ہندوستانی بھائی بھائی کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ ایسے وقت میں بھی چین نے کشمیر کو بھارت کا حصہ قرار نہیں دیا۔ ماؤ کی یہی اصول پرستی، صاف گوئی، نصب العین سے عشق اور حسن عمل ہے جس نے اسے سیاسی دنیا میں ایک نمایاں مقام عطا کیا ہے۔

ماؤ کی زندگی سے ہم اہل پاکستان بھی سبق لے سکتے ہیں کیونکہ ہم خود اپنا ایک فلسفۂ حیات رکھتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ آسمان سے رشتہ قائم کئے بغیر انسانی روح کو کبھی قرار نہیں آئے گا۔ یہ فلسفۂ حیات قرآن مجید کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے اور تاریخ کے ایک دور میں اس فلسفۂ حیات کی بنیادوں پر کامیاب تجربہ بھی ہو چکا ہے۔ اس تجربہ کو ہم دوبارہ اپنے حسن عمل ہی سے دہرا سکتے ہیں۔ لیکن اس حسن عمل کا سراغ پانے کے لیے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر خود اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم جس سچائی کے نام لیوا ہیں کیا اس سچائی کا کوئی تعلق ہماری زندگی سے ہے؟

جہیز بل

برصغیر کا مسلم معاشرہ جن سماجی ناانصافیوں سے دوچار رہا ہے اس کی داستان بڑی ہی دردناک ہے۔ ان اجتماعی ناانصافیوں کی ذمہ داری کم و بیش خود ہمارے اپنے اجتماعی نظام پر عاید ہوتی ہے جس میں جھوٹے رسم و رواج اور جذبۂ نام و نمود کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ان سماجی مسائل میں سے ایک سب سے بڑا مسئلہ جہیز کا ہے جس نے ہماری سینکڑوں بہنوں کی زندگیاں کو تاراج کیا ہے کیونکہ سرمایہ دارانہ معاشرے میں غریب کی غربت سب سے بڑا جرم شمار ہوتی ہے۔ ہماری بہنوں کی بے کسی اور حرماں نصیبی پر پتھروں کے دل چھوٹ پھوٹ گئے لیکن ہمارا سماجی نظام ٹس سے مس نہیں ہوا۔

مقام مسرت ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے اس سلسلہ میں جہیز بل کے نام سے ایک قانون پاس کر دیا ہے جس کو تیار کرنے میں ہماری وزارت امور مذہبیہ اور اس کے سربراہ نے بڑی تندہی سے کام کیا ہے۔ اس قانون میں ہمارے سماج